وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

نہیں نکلا ان کی زبان سے کوئی لفظ سوائے اس کے کہ اے اللہ! تو ہمیں معاف کردے

(سورۂ آل عمران)

ناممکمل نیکی

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	نامکمل نیکی
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	28
تعداد	:	1100
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	2015
ناشر	:	مکتبۃ الفقیر کراچی
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ : مکتبۃ الفقیر
: نزد رنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	نیکی نامکمل رہنے کی چار وجوہات	6
2	1. پہلی وجہ: نیکی کرنے کے بعد عاجزی نہ کرنا	7
3	■ نماز جیسی عظیم عبادت کے بعد استغفار	7
4	■ تہجد کے بعد استغفار	8
5	■ نیکی کے باوجود اپنے آپ کو کتے سے بھی کم تر سمجھنا	8
6	○ عبد اللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا موت کے وقت اللہ سے معافیاں مانگنا	9
7	○ شیخ الہند کا اللہ کی راہ میں جان قبول نہ ہونے کا خوف	10
8	○ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسروں سے معافی مانگنا	11
9	2. دوسری وجہ: نیکی کرنے کے بعد احسان جتلانا	12
10	■ چپکے سے صدقہ کرنے والے کو عرش کا سایہ نصیب ہونا	13
11	■ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو لاکھ دینار کے صدقے کو ظاہر نہ ہونے دیا	14
12	3. تیسری وجہ: نیک عمل کی نیت خالصتاً اللہ کے لئے نہیں ہونا	15
13	■ قیامت کے دن غلط نیت والے عالم، سخی اور شہید کا حال	17

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
14	■ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بزرگ کی صحبت میں اخلاصِ نیت سیکھنا	18
15	■ بزرگ نے بادشاہ کے 99 شراب کے مٹکے توڑے اور ایک رہنے دیا	19
16	■ مخلص سپاہی کا کافر بادشاہ کا تاج سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنا	19
17	**4. چوتھی وجہ: نیکی پر استقامت حاصل نہیں ہونا**	20
18	■ استقامت والے بندے کی دو بڑی نشانیاں ہیں	21
19	○ پہلی نشانی: نیکی چھوٹنے پر غم ہونا	21
20	● تہجد چھوٹنے پر غم ہوا تو اگلی رات شیطان نے اٹھایا	21
21	● 45 سال بلا ناغہ روزانہ ایک پارہ پڑھنا	22
22	○ دوسری نشانی: نظام الاوقات ہونا	22
23	● استقامت حاصل نہ ہونے کی وجہ گناہ ہے	23
24	● بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت توبہ کے بعد اولیاء کی ماں بنی	24

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْد

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ❶

ترجمہ : نہیں نکلا ان کی زبان سے کوئی لفظ سوائے اس کے کہ اے اللہ! تو ہمیں معاف کر دے۔

قرآنِ پاک کی اس آیت میں اللہ نے اپنے نیک بندوں کا تذکرہ اس طرح سے

❶ سورۂ آل عمران: 147

فرمایا کہ میرے بندے نیکی پر ڈٹ گئے۔ لوگوں نے ان کو روکنے کی بہت کوشش کی اور بہت مخالفت کی مگر وہ رکے نہیں۔ بلکہ ثابت قدم رہے، نیکی میں لگے رہے اور اللہ کے راستے میں اپنے آپ کو لگا بیٹھے۔ جب انہوں نے اس بڑی نیکی کی تکمیل کرلی اس کے بعد بھی ان کی زبان سے کوئی بڑا لفظ نہیں نکلا کہ اے اللہ! ہم نے بڑا کام کیا، یا اے اللہ! جو آپ نے کہا تھا وہ کر چکے، بلکہ نیکی کرنے کے بعد بھی انہوں نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ! ہمیں معاف کردے۔ نیکی کے بعد معافیاں مانگیں اور ڈرتے رہے۔

پتہ چلا کہ فقط نیکی کرنے سے انسان نیکی کو مکمل نہیں کرتا، بلکہ انسان نیکی کرنے کے بعد اللہ سے معافی مانگے، عاجزی کرے، ڈرے، تب جاکر نیکی مکمل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ نیکی بھی کرے اور ساتھ ساتھ مجھ سے ڈرتا بھی رہے۔
نیکی کے بعد اس ڈر اور خوف کے بغیر نیکی نامکمل رہ جاتی ہے۔

نیکی نامکمل رہنے کی چار وجوہات

آج ہم نیکی تو کرلیتے ہیں مگر وہ ادھوری ہوتی ہے۔ اس لئے کہ فقط نیکی کرنے سے نیکی مکمل نہیں ہوتی۔ قرآن و حدیث میں چار بڑی وجوہات ملتی ہیں جن کی وجہ سے نیکی نامکمل رہ جاتی ہے اور اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔

پہلی وجہ: نیکی کرنے کے بعد عاجزی نہ کرنا

نیکی نامکمل رہ جانے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی تو کرتا ہے لیکن نیکی کرنے کے بعد اللہ سے نہیں ڈرتا، عاجزی نہیں کرتا تو نیکی نامکمل رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ❶

ترجمۃ : بے شک اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول فرماتے ہیں کہ جو ڈرنے والے ہیں۔ جو جتنا زیادہ ڈرے گا تو اس کے اعمال اتنے زیادہ قبول ہونگے۔

نماز جیسی عظیم عبادت کے بعد استغفار

نماز اتنی عظیم عبادت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ ❷

ترجمۃ : نماز جنت کی کنجی ہے۔

اتنی عظیم عبادت کے اختتام پر جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تو اس کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور تین مرتبہ استغفر اللہ کہتے۔ امت کو سکھایا کہ فقط نیکی کرنے سے نیکی مکمل نہیں ہوتی، بلکہ نیکی کرنے کے بعد انسان اللہ کے سامنے عاجزی کرے، اللہ سے معافی مانگے اور اللہ سے ڈرے، پھر یہ نیکی اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔

---

❶ سورۃ المائدۃ: 27

❷ سنن الترمذي - الطهارة (4)، مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (3/340)

تہجد کے بعد استغفار

اللہ تعالیٰ نے تہجد پڑھنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ [1]

تَرجَمَہ : رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے۔ اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے۔

رات میں خوب عبادت کرتے تھے مگر اس کے بعد بھی اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں معاف کر دے۔ ایسے لوگوں کی عبادتیں قبول ہوتی ہیں اسی لئے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام کے آخر میں خوب استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہ نیک کام دوبارہ کرنے کی اس کو توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی عبادتوں کی تعریف کرتے ہیں تو ان کی عبادت اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ نہیں پاتی اور نہ انہیں اس عبادت کی بار بار توفیق ملتی ہے۔

نیکی کے باوجود اپنے آپ کو کتے سے بھی کم تر سمجھنا

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک اللہ کا دوست نہیں بن سکتا جب تک کہ اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی کم تر نہ سمجھے۔ بڑی بڑی عبادتیں کرنے کے باوجود بھی جتنا اپنی عبادت کو حقیر اور کمزور سمجھے گا اتنی زیادہ وہ عبادت اللہ کے ہاں درجہ رکھے گی۔

---

[1] سورۃ الذاریات: 17

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا موت کے وقت اللہ سے معافیاں مانگنا

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ ان کے زمانے کے ایک اور بزرگ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی قریب سے دیکھی اور اس کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ ان میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک ہی فرق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت ملی اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہیں ملی۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی بالکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی تھی۔

حضرت عبداللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت جلیل القدر محدث بھی تھے اور لوگ ان کا درسِ حدیث لینے دور دور سے آتے۔ ان کے ایک ایک درسِ حدیث میں چالیس ہزار لوگ ہوتے تھے۔ اس زمانے میں Mic اور Speaker تو نہیں ہوتے تھے۔ مکبرین کے ذریعے آواز آگے پہنچائی جاتی تھی۔ ان کے ایک ایک درسِ حدیث میں مکبرین کی تعداد 1200 سے زیادہ ہو جاتی تھی۔ اللہ نے ان سے دین کا اتنا زیادہ کام لیا کہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کو دین سکھایا اور نیکی اور پاکدامنی والی زندگی گزاری۔ زندگی کا جب بالکل آخری وقت تھا تو بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ مجھے زمین پر ڈال دو شاگردوں نے تھوڑا تامل کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تاکیداً فرمایا کہ مجھے زمین پر ڈال دو۔ شاگردوں نے ان کے حکم کے مطابق انہیں زمین پر لٹا دیا۔ جب زمین پر رکھا تو شاگردوں کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے رخسار زمین پر رگڑ رہے ہیں اور آنسوؤں کے ساتھ اللہ سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! اس عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ یہ نہیں

کہا کہ اللہ اتنے سال تیرے دین کی خدمت کی اور اتنے لوگوں کو تجھ سے جوڑا۔ اپنے اعمال پر کوئی گھمنڈ نہیں تھا اور نہ ان پر نظر گئی، بلکہ اللہ سے رحمت کی فریاد کر رہے تھے۔ یہی چیز نیکی کو مکمل کرتی ہے کہ انسان اعمال بھی کرتا جائے اور ساتھ ساتھ اللہ سے ڈرتا بھی رہے۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کی راہ میں جان قبول نہ ہونے کا خوف

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے خلاف آزادی حاصل کرنے کے لئے بہت نمایاں کام کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انگریز نے انہیں مالٹا کی جیل میں قید کر لیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے کچھ شاگرد بھی تھے۔ انگریز نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت منوانے کی کوشش کی کہ اپنی اس مخالفت سے باز آجائیں مگر حضرت ڈٹے رہے۔

بالآخر انگریز نے فیصلہ کرلیا کہ انہیں پھانسی دے دی جائے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے بعد سے آپ پر بہت گریہ طاری رہتا تھا اور آپ کثرت سے روتے۔ اکثر ہی آپ پر گریہ طاری رہنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حیران ہوتے کہ ہمیں پھانسی کا حکم ہو گیا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے لیکن جب اپنے شیخ کو دیکھتے تو وہ کثرت کے ساتھ روتے ہوئے نظر آتے۔ ان سے حضرت کا یہ حال دیکھا نہ گیا تو پوچھ ہی لیا کہ حضرت ہم سب کے لئے پھانسی کا حکم صادر ہو گیا ہے، اللہ تعالی ہماری جانوں کو قبول کرلیں گے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ پر پھانسی کی اطلاع ملنے کے بعد سے اتنا گریہ طاری ہے۔ اس سوال پر حضرت نے انہیں رعب بھری نظر سے دیکھا۔

حضرت کی اس جلالی نگاہ سے ان کے پسینے چھوٹ گئے۔ فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے پھانسی کا ڈر ہے یا موت کا خوف ہے جو مجھ پر گریہ طاری ہے؟ ہرگز نہیں، اصل بات کوئی اور ہے جس وجہ سے میں روتا ہوں۔ پوچھا کہ حضرت ہمیں بھی بتا دیجئے کہ آخر وجہ کیا ہے؟ فرمایا میں اللہ کی شانِ بے نیازی سے ڈرتا ہوں کہ اللہ کبھی جان بھی لے لیتے ہیں اور اسے قبول بھی نہیں کرتے۔ تو اسی لئے روتا ہوں کہ اے اللہ! اگر تو نے جان لینے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اسے قبول بھی کر لینا۔ یہ تھے ہمارے اکابرین، پوری زندگی دین پر وقف کر دی تھی، حتیٰ کہ دین کی خاطر جان دینے کا بھی وقت آگیا پر ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ کی راہ میں مار دیا جاؤں اور جان قبول نہ کی جائے۔ نیکی کے بعد اس طرح ڈرنا ہی نیکی کو مکمل کرتا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسروں سے معافیاں مانگنا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ کسی شیخ سے بیعت کروں۔ کہتے ہیں کہ پورے ہندوستان میں میں گھوما اللہ والوں کو ڈھونڈنے کیلئے، آخر کار میں حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ وہاں آکر میرا ذہن بن گیا کہ یہاں رُکنا ہے اور ان بزرگ سے بیعت ہونا ہے۔ جب یہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا اور وہ پرچہ اپنے متعلقین کو دے رہے تھے۔

میں جب وہاں پہنچا تو میں نے بھی وہ پرچہ لیا کہ دیکھوں اس میں کیا لکھا ہے؟ اس میں حضرت نے لکھا ہوا تھا کہ میرا آخری وقت قریب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کسی کے

ساتھ بھی کوئی زیادتی ہوئی ہو تو اس زیادتی کیلئے میں معافی مانگتا ہوں۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں اور اگر بدلہ لینا ہے تو مجھے بتا دیں کہ آپ کی زیادتی کا کیا بدلہ ہے؟ میں اس کیلئے بھی تیار ہوں۔ اتنے بڑے اللہ والے ہیں، نیکی و تقویٰ پر پوری زندگی گزار دی مگر خوف تھا کہ نیکی قبول ہو گی یا نہیں۔ یہی نیکی کی قبولیت کی نشانی ہے کہ انسان کو نیکی کرنے کے بعد بھی ڈر لگا رہے۔ آج تو ہماری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ نیکی کرتے ہیں اور اللہ کا خوف ہی دل میں نہیں رہتا۔ حالانکہ اصل بات تو یہ ہے کہ بندہ عبادت بھی کرے اور اللہ سے ڈرتا بھی رہے۔

دوسری وجہ: نیکی کرنے کے بعد احسان جتلانا

نیکی نامکمل رہ جانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ نیکی کرتا ہے اوران کے ساتھ بھلائی کرتا ہے اور پھر نیکی کرنے کے بعد ان کے اوپر احسان جتلاتا ہے۔

دوسروں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا دینِ اسلام میں بہت بڑا عمل ہے، چاہے وہ مالی تعاون ہو یا کسی اور طرح سے اس کی مدد ہو۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ [1]

ترجمہ: جو مسلمان بھائی کی مدد میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگ جاتے ہیں۔

---

[1] صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (2699)، سنن الترمذي - الحدود (1425)

جس بندے کی طبیعت میں یہ ہے کہ وہ دوسرے بندوں کی مدد کرنے کی خواہش رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی زندگی آسان بنا دیتے ہیں۔

دوسروں کی مدد کرنا اتنی بڑی نیکی ہے مگر یہ نیکی بھی نامکمل رہ جاتی ہے جب انسان دوسروں کی مدد تو کرتا ہے مگر مدد کرنے کے بعد احسان جتلاتا ہے۔اس کی چاہت ہوتی ہے کہ اب یہ مجھے Protocol دے اور میری عزت کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى ❶

ترجمہ: اپنے صدقات کو اپنے احسان جتلانے کے ساتھ باطل نہ کرو اسکو ختم نہ کرو۔

نیکی کرنے کے بعد احسان جتلانے سے نیکی نامکمل رہ جاتی ہے اور اللہ کے ہاں قبول ہی نہیں ہوتی۔

چپکے سے صدقہ کرنے والے کو عرش کا سایہ نصیب ہونا

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

سَبۡعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي ظِلِّهِ يَوۡمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ❷

ترجمہ: (قیامت کے دن) سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

---

❶ سورۃ البقرۃ: 264

❷ صحیح البخاري - الزکاۃ (1357)، سنن الترمذي - الزھد (2391)

قیامت کے دن سورج بالکل قریب آجائے گا۔ لوگ سائے کی تلاش میں ہونگے کہ اس کی تپش سے بچا جاسکے مگر انہیں کوئی سایہ نہیں مل رہا ہوگا۔ اس پریشانی کے عالم میں سات ایسے خوش نصیب لوگ ہونگے جن کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہوگا:

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ (1)

ترجمہ: جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے گا تو اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔

اتنی خاموشی اور بے غرضی کے ساتھ مدد کرنے والے کی نیکی اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔ مدد کر کے احسان جتلانے والے کی نیکی کو رد کر دیتے ہیں۔ اس وجہ سے نیکی نامکمل رہ جاتی ہے۔

ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو لاکھ دینار صدقہ کو ظاہر نہ ہونے دینا

مسلمانوں میں بڑے اللہ والے گزرے ہیں مگر کچھ اللہ والے ایسے گزرے ہیں کہ جن کو اللہ نے اپنا تعلق بھی دیا اور دنیا کا بھی بڑا مال دیا۔ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ملک کے امیر ترین لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے کچھ فلاحی کام کے لئے ایک مجلس میں لوگوں سے مالی معاونت کے لئے کہا۔ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں موجود تھے۔ مجلس کے اختتام پر انہوں نے بادشاہ کو دو لاکھ دینار

(1) صحيح البخاري - الزكاة (1357)، سنن الترمذي - الزهد (2391)

دیئے۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی کہ بادشاہ بھی خوش ہو گیا۔ اسی مجلس کی ایک اور نشست میں بادشاہ نے ان لوگوں کے نام بتانا شروع کر دیئے جنہوں نے اب تک مالی تعاون کیا تھا اور ساتھ ساتھ ادا کی گئی مقدار بھی بتائی۔ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لیا اور بہت خوشی سے بتایا کہ حضرت نے دو لاکھ دینار دیئے ہیں۔ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو فوراً کھڑے ہوئے اور کہا کہ بادشاہ سلامت جتنا بھی پیسہ میں نے دیا ہے یہ میرے والدین کا ہے۔ میں نے ان کی اجازت کے بغیر دیا ہے۔ لہٰذا یہ پیسے مجھے واپس کر دیں تا کہ میں انہیں واپس لوٹا دوں۔

ایسی مجلس میں اتنے سارے لوگوں کے بیچ میں یہ بات کی تو سب کو بہت نامناسب محسوس ہوئی۔ لوگوں نے بڑی باتیں بنائیں کہ نیک بنتے ہیں اور حرکتیں ایسی ہیں کہ صدقہ کرنے کے بعد پیسہ واپس مانگ رہے ہیں۔ بادشاہ کو بھی بہت ناگواری ہوئی۔ اس طرح مجلس کا رنگ بدل گیا۔ بادشاہ نے ناراضگی سے کہا کہ میں آپ کے پیسے کل واپس کر دوں گا اور یہ کہہ کر مجلس کو برخواست کر دیا۔

اگلے دن جب بادشاہ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا مال واپس دینے لگا تو انہوں نے واپس لینے سے انکار کر دیا۔ وہ فرمانے لگے کہ پیسے ہیں تو میرے والدین کے لیکن انہوں نے مجھے پورا اختیار دیا ہے کہ میں اس کو جہاں خرچ کرنا چاہوں کروں۔ کل کی مجلس میں میں نے یہ بات اس لئے کی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ میں نے دیئے ہیں۔ لوگوں کو میری بات سے پکا یقین ہو گیا تھا کہ یہ پیسے میں نے نہیں دیئے ہیں بلکہ واپس لے لئے ہیں۔ اس لئے اب آپ یہ پیسے واپس لے جائیں۔ اس کو کہتے ہیں دوسروں کی مدد

کرنا اور ان سے کوئی امید نہ رکھنا۔ یہ چیز نیکی کو مکمل کرتی ہے۔

تیسری وجہ: نیک عمل کی نیت خالصتاً اللہ کے لئے نہ ہونا

نیکی نامکمل رہ جانے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی کرتا ہے مگر نیکی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی نیت اللہ کو راضی کرنے کی نہیں ہوتی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ[1]

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

نیت اگر اللہ کو راضی کرنے کی ہے تو اجر ملے گا اور اگر نیت اللہ کو راضی کرنے کی نہیں ہے تو اجر نہیں ملے گا۔ اسی لئے حضرت عبد اللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نیت ہی اعمال کو بڑا کرتی ہے اور نیت ہی اعمال کو چھوٹا کرتی ہے۔ کئی مرتبہ نیت بڑے اعمال کو چھوٹا بنا دیتی ہے اور چھوٹے اعمال کو بہت بڑا بنا دیتی ہے۔ انسان چھوٹا سا عمل کرتا ہے اور خالصتاً اللہ کیلئے کرتا ہے تو اس کو بہت زیادہ اجر ملتا ہے۔ لیکن کئی مرتبہ انسان بڑے بڑے دین کے کام کرتا ہے، مدرسے بنواتا ہے، مسجدیں بنواتا ہے، مگر اس میں نیت اللہ کو راضی کرنے کی نہیں ہوتی، لہٰذا اللہ کے ہاں اس کی بڑی نیکی قبول ہی نہیں ہوتی۔

اسی طرح کئی مرتبہ انسان نیکی تو کرتا ہے مگر اس کی نیت خالصتاً اللہ کیلئے نہیں ہوتی۔ ایک ہی کام میں میں دو دو تین تین نیتیں کرلیتا ہے۔ اصل میں اس کام کے کرنے سے پہلے اس کی نیت یہ ہوتی ہے میں نے یہ کیا تو میرا فلاں کام بھی نکل جائے گا اور ساتھ

---

[1] صحيح البخاري - بدء الوحي (1)، صحيح مسلم - الإمارة (1907)

ساتھ اللہ کیلئے بھی کر رہا ہوں تو ثواب بھی مل جائے گا۔ جب نیتیں مکس (mix) ہو گئیں، غرض شامل ہو گئی تو پھر فقط اللہ کے لئے کام نہ رہا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں:

اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ [1]

ترجمۃ: مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ میری بندگی خالص اسی کے لیے ہو۔

اس لئے نیکی کے کام میں مختلف نیتیں کرنے سے بھی نیکی نامکمل رہ جاتی ہے۔

قیامت کے دن غلط نیت سے والے عالم سخی اور شہید کا حال

قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ جہنم میں ڈالے جائینگے ان میں ایک مجاہد ہو گا، ایک عالم ہو گا اور ایک اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا ہو گا۔ انہیں جب اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو مجاہد اللہ سے عرض کرے گا کہ اللہ میں نے تو تیرے دین کی سربلندی کے خاطر جان دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے تو نے میرے لئے نہیں دی تھی، تو لوگوں میں واہ واہ چاہتا تھا کہ وہ بعد میں تجھے یاد کریں کہ تو کتنا بہادر تھا۔ جس چیز کے لئے تو نے نیت کی تھی وہ تجھے مل گئی، میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں، اب تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی طرح اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا کہے گا میں تو ہر وقت آپ کے لئے

[1] سورۃ الزمر: 11

خرچ کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائینگے نہیں! تو میرے لئے نہیں کرتا تھا، تو چاہتا تھا کہ لوگ تجھے بہت سخی سمجھیں، تو اپنی تعریفوں کے لئے کرتا تھا۔ تو نے جو نیت کی اس کا بدلہ تجھے دنیا میں مل گیا۔ اس کو بھی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر علم دین پڑھنے پڑھانے والے کو پیش کیا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ! میں نے تیرے لئے اتنا علم سیکھا اور اتنے لوگوں کو سکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے نہیں! تو نے علم اس لئے سیکھا کہ لوگ تجھے بڑا عالم سمجھیں۔ جیسے تیری خواہش اور نیت تھی اس طرح لوگوں نے تجھے دنیا میں سمجھ لیا۔ میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں۔ پھر اسے بھی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ سب نیکی کرنے والے ہی تھے اور وہ بھی بڑی نیکی۔ مگر نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نیکی نامکمل تھی اس لئے اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیئے گئے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بزرگ کی صحبت میں اخلاص نیت سیکھنا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نہ جاتا تو رِیا کی باریکیوں کو سمجھ ہی نہ پاتا۔ یعنی نیت خالصتاً اللہ کے لئے کرنا تب ہی ممکن ہوا جب ایک اللہ والے کی صحبت میں وقت گزارا۔ اس لئے اخلاصِ نیت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ [1]

---

[1] سنن الترمذي - البر والصلة (1929)، سنن أبي داود - الأدب (4918)

ترجمۃ : مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔

اللہ والوں کی صحبت میں انسان کو اپنے قصوروں کا ادراک ہوتا ہے۔ پتہ چل جاتا ہے کہ نیتیں کتنی خالص ہیں اور کتنی نہیں۔ اخلاص کو حاصل کرنے ہی سے نیکی مکمل ہوتی ہے۔

بزرگ نے بادشاہ کے ۹۹ شراب کے مٹکے توڑے اور ایک رہنے دیا

ایک بزرگ تھے جنہیں خبر ملی کہ ملک کا بادشاہ شراب پیتا ہے۔ ان کی غیرت جاگ آئی کہ مسلمان بادشاہ ہو کر شراب پیتا ہے۔ بادشاہ کے محل میں ایک جگہ شراب کے سو مٹکے پڑے ہوئے تھے، یہ بزرگ انہیں توڑنے وہاں پہنچ گئے۔ ایک ایک کر کے مٹکے توڑنے لگے اور یوں ننانوے مٹکے توڑ دیئے۔ اب آخری مٹکا توڑنے سے پہلے کچھ توقف فرمایا اور پھر اسے رہنے دیا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت سو میں سے ننانوے مٹکے توڑ دیئے تو ایک بچ گیا ہے اسے بھی توڑ دیجیے۔ وہ فرمانے لگے کہ یہ نہیں توڑنا، پوچھا کیوں نہیں توڑنا، فرمانے لگے کہ 99 مٹکے توڑ دیئے تو دل میں یہ خیال آیا کہ 99 توڑ دیئے ہیں جب سو مٹکے توڑ دوں گا تو دنیا والے تعریفیں کریں گے۔ جب یہ خیال دل میں آیا تو مجھے لگا کہ اب میں یہ اللہ کیلئے نہیں کر رہا ہوں، اس لئے میں نے آخری مٹکا نہیں توڑا۔ جب اس طرح خالصتاً اللہ کے لئے کوئی عمل کیا جائے تو وہ نیکی مکمل ہوتی ہے۔ اللہ والا بھی وہی ہوتا ہے جس کو اپنی نیت کا اچھی طرح ادراک ہوتا ہے کہ وہ کس کیلئے کام کر رہا ہے۔

مخلص سپاہی کا کافر بادشاہ کا تاج سعد بن ابی وقاص کے حوالے کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب سپہ سالار تھے اس دوران مسلمانوں کو بہت بڑی فتح ہوئی، کافروں کا بادشاہ بھی اس میں مارا گیا اور بہت سارا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ جنگ ختم ہونے کے چند روز بعد ایک آدمی آیا جس کے چہرے پر ایک کپڑا تھا اور ہاتھ میں کوئی کپڑے میں لپٹی ہوئی چیز تھی۔ اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وہ لپٹی ہوئی چیز دی اور کہا کہ یہ مالِ غنیمت میں سے ملا ہے، یہ رکھ لیجئے اور یہ کہہ کر چلا گیا، نہ اپنا نام بتایا اور نہ چہرہ کھولا کہ حضرت رضی اللہ عنہ شناخت کر سکیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو کھولا تو اندر سے کافروں کے بادشاہ کا تاج تھا جس میں سونا ہی سونا اور ہیرے ہی ہیرے تھے۔ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص تاج اپنے پاس رکھ لیتا تو اس کی آگے کی کئی نسلیں رزق کی پریشانی سے محفوظ ہو جاتیں، اتنا قیمتی یہ تاج تھا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ تاج دیکھا تو آواز لگائی کہ اپنا نام تو بتاتے جاؤ۔ اس شخص نے پیچھے مڑ کے بھی نہ دیکھا، بس جاتے جاتے ایک جملہ کہا کہ جس پروردگار کے لئے میں نے یہ تاج آپ کے حوالے کیا ہے وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میرے باپ کا نام بھی جانتا ہے۔ اسے کہتے ہیں خالصتاً اللہ کے لئے نیکی کرنا۔ جو نیکی سو فیصد اللہ کیلئے کی جاتی ہے وہ نیکی اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے، اور جس عمل میں اور نیتیں شامل ہو جائیں وہ نیکی نامکمل رہ جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔

چوتھی وجہ: نیکی پر استقامت حاصل نہیں ہونا

نیکی نامکمل رہ جانے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی کرتا ہے لیکن نیکی پر اس کو استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ کبھی نیکی کرتا ہے تو کبھی نہیں کرتا، کبھی گناہ سے بچتا ہے تو کبھی نہیں بچتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ [1]

ترجمۃ: اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب اعمال وہ ہیں جو متواتر کیے جائیں اگرچہ تھوڑے ہوں۔

نیکی مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیکی پابندی سے کی جائے۔

استقامت والے بندے کی دو بڑی نشانیاں ہیں

استقامت والے بندے کی دو بڑی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جس کے اندر یہ دو باتیں نہ ہوں وہ نیکی کو مستقل مزاجی سے نہیں کر سکتا۔

پہلی نشانی۔ نیکی چھوٹنے پر غم ہونا

استقامت والے بندے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ جب اس سے کسی وجہ سے نیکی چھوٹتی ہے تو اسے بہت غم ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بہت کوستا ہے کہ مجھ سے یہ کیسے چھوٹ گئی۔

---

[1] صحیح البخاري - اللباس (5524)، مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (6/176)

تہجد چھوٹنے پر غم ہوا تو اگلی رات شیطان نے اٹھایا

ایک بزرگ تھے جو بہت ہی استقامت کے ساتھ تہجد پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ تہجد قضاء ہو گئی اور جب اٹھے تو فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ انہیں بڑا دکھ ہوا اور اللہ سے توبہ کی۔ پورا دن غمگین رہے اور اللہ سے معافیاں مانگتے رہے کہ مجھ سے یہ عظیم نیکی کیسے چھوٹ گئی۔ رات کو اسی غم کی حالت میں سوئے۔ تہجد میں کسی نے اٹھا دیا کہ اٹھ کے تہجد پڑھ لیجئے۔ وہ فوراً اٹھ گئے اور اس بندے کا بہت شکریہ ادا کیا پھر پوچھنے لگے تم ہو کون؟ اس نے جواب دیا کہ میں شیطان ہوں۔ بزرگ نے پوچھا کہ شیطان تو کبھی کسی کو تہجد میں نہیں اٹھاتا، تو مجھے کیوں اٹھا رہا ہے۔ وہ بد بخت کہنے لگا کہ کل جب تمہاری تہجد قضاء ہو گئی تو تم بہت نادم ہوئے اور اللہ سے معافیاں مانگیں۔ تو اللہ نے تمہیں اتنا اجر دیا ہے کہ ساری رات تہجد پڑھنے پر اتنا اجر نہیں ملتا۔ اس لئے میں نے تمہیں آج جگا دیا کہ تم زیادہ اجر (جو تہجد چھوٹنے کے افسوس پر ملا) سے محروم ہو جاؤ۔ یہ نیکی پر استقامت ہی تھی جس کی وجہ سے انہیں ایک مرتبہ نیکی چھوٹنے پر شدید غم ہوا۔

45 سال بلا ناغہ روزانہ ایک پارہ پڑھنا

ہمارے حضرت دامت برکاتہم ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ہمیں ایک آدمی ملا اور اس نے بتایا کہ میں نے آپ کے شیخ خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ اس وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ کہ ہر روز ایک پارہ پڑھنا ہے۔ اس بات کو 45 سال

گزر چکے ہیں اور ان 45 سالوں میں ایک پارے کی تلاوت کا معمول ایک دن بھی قضاء نہیں ہوا۔اس کو کہتے ہیں اللہ کے ہاں نیکی قبول ہونا۔ جسے استقامت نہیں ملتی اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ نیکی قبول نہیں ہو رہی۔

دوسری نشانی: نظام الاوقات ہونا

استقامت والے بندے کی دوسری نشانی یہ کہ اس کا کوئی نظام الاوقات ہوگا۔ اس کا وقت ایسے ہی کسی ترتیب کے بغیر نہیں گزر رہا ہوگا۔ بلکہ اس نے ہر چیز کے لئے وقت مختص کیا ہوا ہوگا جیسے یہ وقت کھانے کیلئے، یہ وقت نماز کیلئے، یہ وقت قرآن کی تلاوت کیلئے، یہ وقت میری بیوی کیلئے، یہ وقت میرے بچوں کیلئے وغیرہ۔ جو شخص اس طرح نہیں کرتا اور بغیر نظام الاوقات کے زندگی گزار رہا ہوتا ہے اسے استقامت حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

استقامت حاصل نہ ہونے کی وجہ گناہ ہے

استقامت نہ حاصل ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہمارے گناہ ہوتے ہیں۔ عبادت کی توفیق ملنا ایک سعادت ہے اور اس پر استقامت صرف اسے ملتی ہے جو گناہوں سے بچتا ہے۔ جب انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ اس سعادت سے محروم کر دیتا ہے۔ گناہ کرنے سے انسان کی عبادت کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ

وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ ❶

ترجمۃ : ”انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اور جب توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور جب گناہ زیادہ کر لیتا ہے اور بندہ توبہ نہیں کرتا تو پورا کا پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

ہمارے گناہ ہی استقامت حاصل ہونے کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے گناہوں سے توبہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ توبہ کے ذریعے دل سے گناہوں کے داغ دھل جاتے ہیں تو نیکی کرنا اور اس پر جم جانا آسان ہو جاتا ہے۔

نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ ❷

ترجمۃ : گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اس لئے مومن کو تو خوب توبہ کرنی چاہیے۔

ع صبح توبہ شام توبہ لب پہ میرے مدام توبہ
بے اثر ہو یا با اثر ہو اپنے کرنے کا کام توبہ

بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت توبہ کے بعد اولیاء کی ماں بنی

کتابوں میں بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار نوجوان کا واقعہ آتا ہے۔ اس کی

---

❶ سنن الترمذي – تفسير القرآن (3334)، سنن ابن ماجه – الزهد (4244)

❷ صحيح البخاري – تفسير القرآن (4686)، سنن ابن ماجه – ذكر التوبة (1419)

زندگی کا مقصد عبادت تھا۔ اسی علاقے میں فاحشہ عورت تھی جس کی خوبصورتی مشہور تھی۔ اس کا کام و کاروبار ہی صرف زنا کرنا تھا۔ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے پیسے بھی بہت لیتی تھی۔ یعنی صرف امیر لوگوں کی ہی اس تک رسائی ہوتی۔

یہ نوجوان عبادت کر کے اپنی عبادت گاہ سے گھر آرہا تھا۔ راستے میں اس عورت کا گھر بھی پڑتا تھا اور اس وقت گھر کا دروازہ بھی کھلا تھا۔ یہ وہاں سے گزرا تو اس کی نگاہ اس عورت پر پڑ گئی جو کہ تخت پر بن سنور کر بیٹھی ہوئی تھی۔ نگاہ کا پڑنا تھا کہ اس عورت کی تصویر اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اس تصویر کو اپنے دل سے نکالنے کی بہت کوشش کی، مجاہدے کئے مگر جتنی بھی کوشش کرتا تھا اتنا ہی اس کا دل اس لڑکی کی طرف مائل ہوتا جاتا۔ مہینے گزر گئے اس محبت کو دل سے نکالنے میں، مگر وہ اپنے دل سے اس محبت کو نہ نکال سکا۔ آخر کو فیصلہ کر لیا کہ میں اس عورت کے پاس جاتا ہوں۔ ایسا بھی وقت آگیا کہ کسی سے پوچھا کہ وہ کتنے پیسے لیتی ہے ملاقات کے لئے۔ اس نے قیمت بتائی تو وہ اس نوجوان کے بس کی بات نہیں تھی کہ دے سکے۔ مگر اتنی شدید خواہش تھی اس عورت کی کہ اپنی چیزیں بیچ کر اتنے پیسے کئے اور اس عورت کی secretary کو دے آیا۔

تاریخ اور وقت بھی طے کر لیا۔ طے کیا ہوا وقت آیا اور یہ اس عورت کے گھر پہنچا تو عورت نے اسے اندر بلوالیا۔ اب جب وہ پہنچ گیا اور ایک دوسرے کے قریب آئے تو وہ حیران ہو گئی اس کو دیکھ کر کہ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے پوچھا روتے کیوں ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس حال میں تیرے ساتھ دیکھ رہے ہیں، میرا یہ کام نہیں بلکہ میرا مقصد تو اللہ کو راضی کرنا ہے۔ آج ایک خواہش کی وجہ سے اس

دہانے پر آ گیا ہوں کہ اللہ مجھے یہ گناہ کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ یہ کہا اور زیادہ رونے لگا تو وہ عورت کہنے لگی کہ اپنا کام کر اور جا یہاں سے۔ وہ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مجھے حیا آتی ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں یہ گناہ کروں، میں اللہ کو ناراض نہیں کر سکتا۔ جتنا مال میں نے تجھے دیا وہ تیرے حوالے کر دیا مگر یہ گناہ میں نہیں کروں گا اور میں جا رہا ہوں یہاں سے۔ اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا اگر میں نے یہ گناہ کر لیا۔ وہ نوجوان یہ کہہ کر روتا ہوا چلا گیا مگر یہ عورت سوچ میں پڑ گئی کہ دیکھو اس بندے کے دل میں کتنا اللہ کا ڈر ہے۔ وہ اتنا نیک ہوتے ہوئے بھی کہہ رہا تھا کہ اگر میں نے یہ گناہ کیا تو اللہ کے عذاب سے نہیں بچ پاؤنگا۔ اس لڑکی کے ذہن میں آیا کہ جب اس کا یہ حال ہے تو پھر میں تو اللہ کے عذاب سے بالکل بھی نہیں بچ سکتی۔ اس وقت پہلی دفعہ اپنے کئے ہوئے کرتوتوں پر ندامت ہوئی اور توبہ کرنا چاہ رہی تھی۔ مگر زندگی میں کبھی عبادت نہ کی اور نہ توبہ کرنا جانتی تھی۔ بس یہ جانتی تھی کہ اللہ کے ایک نبی ہیں موسیٰ علیہ السلام، سوچا ان کے پاس جاؤں اور جا کر ان سے کہوں کہ توبہ کرنا چاہتی ہوں تو وہ بتائیں گے کہ کیسے توبہ کرنی ہے اور معافی ہو بھی سکتی ہے یا نہیں۔ ذہن میں آیا کہ کہیں حضرت موسی علیہ السلام نے یہ کہہ دیا کہ تو نے اتنے گناہ کئے ہیں ،اب معاف نہیں ہو سکتے تو تیرا کیا بنے گا؟ اس پریشانی کے عالم میں حضرت موسی علیہ السلام کے پاس پہنچی جو اس وقت لوگوں میں وعظ فرما رہے تھے۔ اس نے کسی آدمی سے کہا کہ مجھے حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کرنی ہے تو اس آدمی نے اعلان کر دیا کہ موسی علیہ السلام یہ فلاں عورت آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ اگر میں ایسی فاحشہ عورت سے ملاقات کرونگا تو کوئی میری عزت نہیں کرے گا۔ آپ علیہ السلام

نے بڑی ناراضگی سے کہا کہ اس عورت سے کہہ دو کہ چلی جائے اور بات کرنے سے منع کر دیا۔ جب اس عورت کو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہہ دیا ہے کہ چلی جائے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب اس کی معافی ہو ہی نہیں سکتی تو روتے روتے گھر آ گئی۔ اس نے کبھی اپنے بڑے کو دیکھا ہو گا سجدہ کرتے ہوئے، گھر گئی اور سجدے میں خوب روئی، اللہ سے معافیاں مانگنے لگی

ع میں تیرے سامنے جھک رہی ہوں خدا

میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

روئی کہ معاف کر دیں معاف کر دیں اور بڑے رونے کے بعد فیصلہ کیا کہ آج سے کبھی یہ گناہ نہیں کرنا ہے۔ مگر خیال آیا کہ یہاں رہوں گی تو یہ کام کرنا پڑ جائے گا۔ پھر شہر چھوڑنے کا ارادہ کیا اور کہیں اور چلی گئی۔ وہاں جا کر توبہ کی اور کسی نیک آدمی سے شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سات بیٹے عطا کئے، کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتوں بیٹوں کو اولیاء میں شامل فرمایا۔ ایک وقت تھا یہ عورت اپنی بدکاری کی وجہ سے مشہور تھی اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب یہ عورت اولیاء کی والدہ کے نام سے مشہور ہوئی کہ یہ اولیاء کی والدہ ہے۔

جب انسان توبہ کرتا ہے تو اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں تاکہ ہمیں بھی نیکی پر استقامت مل جائے۔ اللہ ہمیں نامکمل نیکی سے محفوظ فرمائے، نیکی پر استقامت نصیب فرمائے، دنیا اور آخرت میں ہمیں عزتیں عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

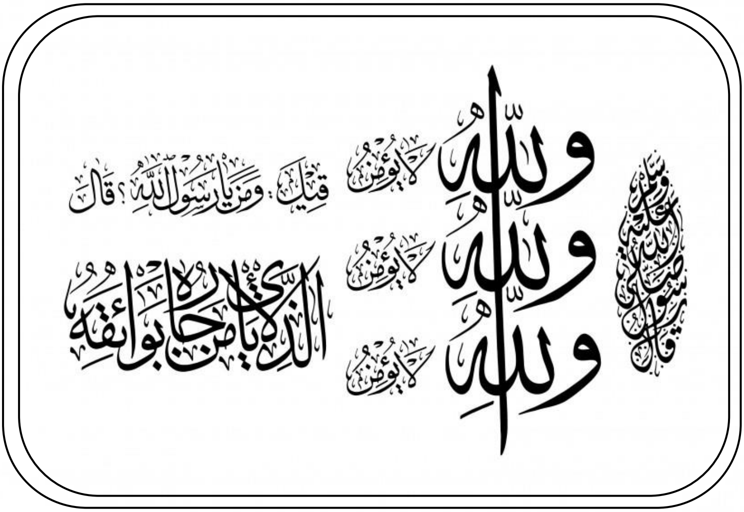

محبت بھری شادی

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی